

مولانا عبدالمجید رفیق

عصر حاضر میں اشتغال بالحدیث کی ضرورت

کسی صاحب بصیرت اللہ والے نے کیا خوب کہا ہے ”اصلاح نفس کیلئے اشتغال بالحدیث سب سے اقرب ذریعہ ہے“ یہ ایسی حقیقت ہے جس سے انکار حب النبی ﷺ اور اطاعت رسول ﷺ کے جذبے سے سرشار کوئی بھی صاحب علم شخص نہیں کر سکتا کیوں کہ حدیث نبوی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام امت اسلامیہ کیلئے ایک ناگزیر حقیقت اور اسکے وجود کیلئے ایک لازمی شرط ہے اسکی حفاظت ترتیب و تدوین حفظ اور نشر و اشاعت کے بغیر امت کا یہ دینی علمی اور اخلاقی دوام و تسلسل برقرار نہیں رہ سکتا تھا، اور کیسے برقرار رہ سکتا ہے؟ اسلئے کہ سنت نبوی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام ہی وہ گہنی ڈھانچہ ہے جس پر اسلام کی عمارت کھڑی ہے اگر آپ کسی عمارت کا ڈھانچہ ہٹا دیں تو کیا آپ کو اس پر تعجب ہوگا کہ عمارت اس طرح ٹوٹ جائے، جس طرح کاغذ کا گھر وندا۔

امت میں دینی ذوق کا تسلسل حدیث کا مرہون منت

عصر قریب کے نامور عالم دین اور عظیم مصلح و داعی حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی (متوفی ۱۹۹۹ء) رحمہ اللہ امت میں دینی ذوق اور اسلامی مزاج کا تسلسل و توارث حدیث ہی کو قرار دیتے ہوئے ایک جگہ رقم طراز ہیں

حدیث و سنت کی بدولت حیات طیبہ کا امتداد و تسلسل اس وقت تک باقی رہا اور امت کو اپنے ہر دور میں وہ روحانی، ذوقی، علمی و ایمانی میراث ملتی رہی جو صحابہ کرام کو براہ راست حاصل ہوئی تھی، اس طرح صرف عقائد و احکام ہی میں ”توارث“ کا سلسلہ جاری نہیں رہا بلکہ ذوق و مزاج میں بھی توارث کا سلسلہ جاری رہا حدیث کے اثر سے عہد صحابہ کا ”مزاج و مذاق“ ایک نسل سے دوسری نسل اور ایک طبقہ سے دوسرے طبقہ تک منتقل ہوتا رہا اور امت کی طویل تاریخ میں کوئی مختصر سے مختصر عہد ایسا نہیں آنے پایا، جب وہ مزاج و مذاق یکسر ناپید اور معدوم ہو گیا ہو ہر دور میں ایسے افراد رہے جو صحابہ کرامؓ کے مزاج و مذاق کے حامل کہے جاسکتے ہیں وہی عبادت کا ذوق وہی تقویٰ و خشیت وہی استقامت و عزیمت وہی تواضع و احتساب نفس، وہی شوق آخرت وہی دنیا سے بے رغبتی وہی جذبہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر وہی بدعات سے نفرت اور جذبہ اتباع

• نگران شعبہ تخصص فی علوم الحدیث جامعہ فاروقیہ کراچی

سنت جو حدیث کے مطالعہ و شعف کا نتیجہ ہے یا ان لوگوں کی صحبت و ترتیب کا فیض ہے جنہوں نے اس مشکوٰۃ نبوت سے روشنی حاصل کی ہو اور اس میراث نبوی ﷺ سے حصہ پایا ہو امت کا یہ ذہنی و مزاجی توارث قرن اول سے اس چودہویں صدی ہجری کے عہد انحطاط و مادیت تک برابر قائم ہے۔

جب تک حدیث کا یہ ذخیرہ باقی، اس سے استفادہ کا سلسلہ جاری اور اس کے ذریعہ سے عہد صحابہ کا ماحول محفوظ ہے دینی کا یہ صحیح مزاج و مذاق جسمیں آخرت کا خیال دنیا پر سنت کا اثر رسم و رواج پر، روحانیت کا اثر مادیت پر، باقی رہے گا اور کبھی اس امت کو دنیا پرستی سر تا پا مادیت، انکار آخرت، اور بدعات و تحریفات کا پورے طور پر شکار نہیں ہونے دے گا، بلکہ اس کے اثر سے ہمیشہ اس امت میں اصلاحی و تجدیدی تحریکیں و دعوتیں اٹھتی رہیں گی، اور کوئی نہ کوئی جماعت حق کا علمبردار اور سنت و شریعت کے فروغ کیلئے کفن بردوش رہے گی، جو لوگ امت کو زندگی ہدایت اور قوت کے اس سرچشمہ سے محروم کرنا چاہتے ہیں، اور انہیں اس ذخیرہ کی طرف بے اعتمادی اور شک وارتیات پیدا کرنا چاہتے ہیں وہ نہیں جانتے کہ وہ امت کو کیا نقصان پہنچا رہے ہیں، اور اسکو کسی عظیم سرمایہ اور کتنی بڑی دولت سے محروم کر رہے ہیں وہ نہیں جانتے کہ وہ امت کو اس طرح سے ”محروم الارث“ منقطع الاصل اور آوارہ کر دینا چاہتے ہیں جس طرح یہودیت اور عیسائیت کے دشمنوں یا حوادث روزگار نے ان عظیم مذاہب کو کر دیا اگر وہ سوچ سمجھ کر ایسا کر رہے ہیں تو ان سے بڑھ کر اس امت اور اس دین کا دشمن کوئی نہیں ہو سکتا اس لئے کہ پھر اس مزاج و مذاق کو دوبارہ پیدا کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں جو صحابہ کرام کا امتیاز تھا اور جو یا تو کامل طور پر براہ راست صحبت نبوی ﷺ سے پیدا ہو سکتا ہے یا بالواسطہ حدیث کے ذریعہ جو اس عہد کا جیتا جاگتا مرقع اور حیات نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا بولتا چلتا روزنامہ ہے اور جس میں عہد نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی کیفیات بسی ہوئی ہیں۔^(۱)

اصلاح معاشرہ کیلئے اشتغال بالجہدِ یث کی ضرورت

یہ بات بالکل واضح سی ہے کہ نفوس کی اصلاح سے ہی پورے معاشرے کی اصلاح ہے اسلئے ہماری ذاتی شخصی خانگی علاقائی ملی اور عالمی غرض ہمہ جہت مسائل کی اصلاح کیلئے ہمیں اپنے پورے معاشرتی نظام میں کسی نہ کسی حد تک اشتغال بالجہدِ یث کی از حد ضرورت ہے۔

اشتغال بالجہدِ یث کا کیا مطلب ہے؟ معاشرے کے مختلف طبقات میں اس کی عملی صورت کیا ہو سکتی ہے؟ یہ جاننے سے قبل ہم علم حدیث کا مفہوم سمجھنا اور اس کا تعارف کرنا ضروری خیال کرتے ہیں۔

علم حدیث کا تعارف

مشہور حنفی محدث اور فقیہ علامہ عینی (متوفی ۸۵۵ھ) علم حدیث کی تعریف کرتے ہوئے صحیح بخاری کی مشہور اور ضخیم شرح عمدۃ القاری کے مقدمے میں لکھتے ہیں، فہو علم یعرف بہ أقوال رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم وأفعاله وأحواله (۲) یعنی علم حدیث وہ علم ہے جسکے ذریعے نبی کریم ﷺ کے اقوال افعال اور احوال معلوم کئے جاتے ہیں، بعض محدثین نے حدیث کے معنی میں وسعت پیدا کی ہے اور علم حدیث کا تعارف اس طرح کیا: ما أثر عن النبي ﷺ من قول أو فعل أو تقرير أو صفة خلقية أو خلقية أو سيرة سواء كان قبل البعثة أو بعدها (۳) ”یعنی جو کچھ نبی کریم ﷺ سے منقول ہو وہ حدیث ہے خواہ قول و فعل یا تقریر ہو یا جبلی یا اخلاقی صفات ہوں یا قبل از نبوت یا مابعد کی سیرت مبارکہ ہو۔“

عصر قریب کے نامور ادیب سلطان القلم علامہ سید مناظر احسن گیلانی (متوفی ۱۹۵۶ء) زمانے کی ذہنیت اور مذاق کا لحاظ رکھ کر علم حدیث کے مفہوم کو کچھ یوں بیان کرتے ہیں فن حدیث دراصل اس عہد اور زمانہ کی تاریخ ہے جس میں محمد رسول اللہ ﷺ کی جیسی ہمہ گیر عالم پر اثر انداز ہونے والی ہستی انسانیت کو قدرت کی جانب سے عطا ہوئی (۴)

امام بخاری (متوفی ۲۵۶ھ) نے بھی اپنے مجموعہ حدیث کا نام کچھ ایسا رکھا ہے جس سے اسی وسعت کا اشارہ ملتا ہے (الجامع المسند الصحيح المختصر من امور رسول اللہ ﷺ وسننه وإيامه) (۵)

علم حدیث کی اہمیت و مرتبت

مشہور مورخ اور سیرت نگار علامہ سید سلیمان ندوی (متوفی ۱۳۷۳ھ) بڑے ہی جامع اور پرمغز الفاظ میں علم حدیث کی اہمیت و مرتبت بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

علم القرآن اگر اسلامی علوم میں دل کی حیثیت رکھتا ہے تو علم حدیث شہ رگ کی یہ شہ رگ اسلامی علوم کے تمام اعضاء و جوارح تک خون پہنچا کہ ہر آن ان کیلئے تازہ زندگی کا سامان پہنچتا رہتا ہے آیات کا شان نزول اور ان کی تفسیر احکام القرآن کی تشریح و تعین اجمال کی تفصیل عموم کی تخصیص مبہم کی تعین سب علم حدیث کے ذریعے معلوم ہوتی ہے اسی طرح حامل قرآن محمد رسول اللہ ﷺ کی سیرت اور حیات طیبہ اور اخلاق و عادات مبارکہ اور آپ کے اقوال و اجتہادات اور استنباطات کا خزانہ بھی اسی کے ذریعے ہم تک پہنچا ہے اس بناء پر اگر یہ کہا جائے تو صحیح ہے، کہ اسلام کے عملی پیکر کا صحیح مرقع اسی علم کے بدولت مسلمانوں میں ہمیشہ کیلئے موجود و قائم ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ تا قیامت رہے گا۔ (۶)

حدیث مسلمانوں کی زندگی کا معیار اور مصلحین امت کی تربیت گاہ

حدیث نبوی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام ایک ایسی صحیح میزان ہے جس میں ہر دور کے مصلحین و مجددین اس امت کے اعمال و عقائد رجحانات و خیالات کو تولد کئے ہیں اور امت کے طویل تاریخی و عالمی سفر میں پیش آنے والے تغیرات و انحرافات سے واقف ہو سکتے ہیں اخلاق اور اعمال میں کامل اعتدال و توازن

اس وقت تک پیدا نہیں ہو سکتا جب تک قرآن و حدیث کو بیک وقت سامنے نہ رکھا جائے اگر حدیث نبوی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام کا وہ ذخیرہ نہ ہوتا جو معتدل کامل و متوازن زندگی کی صحیح نمائندگی کرتا ہے اور وہ حکیمانہ نبوی تعلیمات نہ ہوتے اور یہ احکام نہ ہوتے جن کی پابندی رسول ﷺ نے اسلامی معاشرہ سے کرائی تو یہ امت افراط و تفریط کا شکار ہو کر رہ جاتی اور اس کا توازن برقرار نہ رہتا اور وہ عملی مثال نہ موجود رہتی جسکی اقتداء کرنے کی خدا تعالیٰ نے اپنے اس فرمان میں ترغیب دی ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (۷)

”یعنی یقیناً تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ کی ذات اُسوۂ حسنہ ہے۔“

سنت نبوی اور حدیث نبوی کے مجموعے ہمیشہ اصلاح و تجدید اور امت اسلامیہ میں صحیح اسلامی فکر کا سرچشمہ رہے ہیں انہیں سے اصلاح کا بیڑا اٹھانے والوں نے تاریخ کے مختلف دوروں میں صحیح علم دین اور خالص فکر اسلامی اخذ کیا انہیں احادیث سے انہوں نے استدلال کیا اور دین و اصلاح کی دعوت میں وہی ان کا سند اور انکا ہتھیار اور سپر تھی بدعتوں فتنوں اور شروفساد سے جنگ و مقالہ کے معاملہ میں وہی قوت متحرکہ و دافعہ تھی آج جو بھی مسلمانوں کو دین خالص اور اسلام کامل کی طرف آنے کی پھر دعوت دینا چاہتے ہیں اور ان کے اور نبوی زندگی اور کامل اسوہ کے درمیان تعلق استواء کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اور جسکی بھی ضرورت اور زمانہ کے تغیرات نئے احکام کے استنباط پر مجبور کرتے ہیں وہ اس سرچشمہ سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔

حدیث و سنت سے ناواقفیت اسلامی معاشرہ کے زوال کا سبب

اس حقیقت پر اسلام اور مسلمانوں کی تاریخ شاہد ہے کہ جب بھی حدیث و سنت کی کتابوں سے مسلمانوں کے تعلق اور واقفیت میں کمی آئی، اور طویل مدت تک یہ کمی باقی رہی تو داعیوں اور اخلاق کی تربیت نفوس کا تزکیہ کرنے والے روحانی مربیوں کی کثرت دنیا میں زہد اختیار کرنے اور کسی حد تک سنت پر عمل کرنے کے باوجود اس مسلم معاشرہ میں جو علوم اسلامیہ کے ماہرین اور فلسفہ و حکمت کے اساتذہ فن اور ادباء و شعراء سے مالا مال تھا، اور اسلام کے قوت و غلبہ اور مسلمانوں کی حکمرانی میں زندگی گزار رہا تھانت نئی بدعتوں عجمی رسم و رواج اور اجنبی ماحول کے اثرات نے اپنا تسلط قائم کر دیا یہاں تک کہ اندیشہ ہونے لگا، کہ وہ جاہلی معاشرہ کا دوسرا ایڈیشن اور اسکا مکمل عکس بن جائیگا، اور رسول اللہ ﷺ کی پیشین گوئی اور حدیث حرف بہ حرف ثابت ہوئی لتبعن سنن من قبلکم شبرا بشبرا وذراعا بذراع (۸)

یعنی تم پچھلی امتوں کے راستوں پر قدم بقدیم چلو گے، اس وقت اصلاح کی آواز خاموش اور علم کا چراغ ٹھٹھانے لگا دسویں صدی ہجری میں ہندوستان کے دینی حالات اور مسلمانوں کی زندگی کا جائزہ لیجئے

جبکہ برصغیر ہند کے علمی و دینی حلقوں کا حدیث شریف اور سنت کے صحیح مآخذ و مراجع سے تعلق تقریباً منقطع ہو گیا تھا علم دین کا مراکز اور حجاز و یمن مصر و شام کے ان مدارس سے جہاں حدیث شریف کا درس ہوتا تھا کوئی رابطہ نہ تھا اور کتب فقہ و اصول اور انکی شروح اور فقہی باریکیوں اور موشگافیوں اور حکمت و فلسفہ کی کتابوں کا عام چکن تھا بہ آسانی دیکھا جاسکتا ہے کہ کس طرح بدعتوں کا دور دورہ تھا منکرات عام ہو گئے تھے اور عبادتوں اور تقرب الی اللہ کی کتنی نئی شکلیں اور نئے طریقے ایجاد کر لئے گئے تھے (۹)

بیسویں صدی عیسوی کے عظیم مصلح، داعی اور اُدیب مولانا ابوالحسن علی ندوی (متوفی ۱۹۹۹ء) تاریخ دعوت و عزیمت کے حصہ چہارم میں دسویں صدی ہجری کے ایک مشہور و مقبول شیخ طریقت شیخ محمد غوث گوالیاری رحمہ اللہ کی کتاب ”جواہر خمسہ“ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”سجرات کو مستثنیٰ کر کے جہاں علمائے عرب کی تشریف آوری اور حریم شریفین کی آمد و رفت کی وجہ سے حدیث کی اشاعت ہو چکی تھی، اور علامہ علی متقی برہان پوری اور ان کے نامور شاگرد علامہ محمد طاہر ثقفی پیدا ہوئے تھے (دسویں صدی ہجری میں) ہندوستان صحاح ستہ اور ان مصنفین کی کتابوں سے نا آشنا تھا جنہوں نے نقد حدیث اور رد بدعت کا کام کیا اور سنت صحیحہ اور احادیث ثابتہ کی روشنی میں زندگی کا نظام العمل پیش کیا ہندوستان کے ان مقامی روحانی فلسفوں اور تجربوں کا ثرا اپنے زمانہ کے مشہور و مقبول شطاری بزرگ شیخ محمد غوث گوالیاری رحمہ اللہ کی مقبول کتاب ”جواہر خمسہ“ میں دیکھا جاسکتا ہے جسکی بنیاد زیادہ تر بزرگوں کے اقوال اور اپنے تجربات پر ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ صحیح احادیث کے ثابت ہونے یا معتبر کتب شامل و سیر سے اخذ کرنے کو ضروری نہیں سمجھا گیا اسمیں نماز احزاب صلوٰۃ العاشقین نماز تنویر القہر اور مختلف مہینوں کی مخصوص نمازیں اور دعائیں ہیں جن کا حدیث و سنت سے کوئی ثبوت نہیں ہے“ (۱۰)

یہ صرف ”جواہر خمسہ“ کی خصوصیت نہیں بزرگوں کے ملفوظات کی غیر مستند کتابوں میں اسکی متعدد مثالیں مل سکتی ہیں علم حدیث کی شرافت و فضیلت

اس علم کی شرافت و فضیلت کیلئے اتنی بات کافی ہے کہ اسمیں اشتغال رکھنے والوں کیلئے پیغمبر دو جہاں ﷺ نے از خود اپنی زبان مبارک سے ان عظیم الشان کلمات سے دعا دی ہے جسکی قبولیت میں کیا شک ہو سکتا ہے؟ جیسا کہ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: **تَنْضُرُ اللّٰہُ اَمْرًا سَمِعَ مَقَالَتِیْ فَحَفِظَهَا فَاَدَاہَا کَمَا سَمِعَهَا** (۱۱)

”یعنی اللہ تعالیٰ سرسبز و شاداب رکھے اس بندے کو جو میری بات سنے اسے یاد رکھے“ پھر اسے اچھی طرح ادا کرے (دوسروں تک آگے پہنچائے) جیسا کہ اس نے مجھ سے سن رکھا ہے، پھر اس پر مستزاد یہ کہ علم حدیث میں اشتغال رکھنے والے کی زبان درود شریف کے ورد سے رطب اللسان رہتی ہے جو ایک مسلمان کیلئے بہت بڑی سعادت کی بات ہے۔

علم حدیث کی جامعیت

علم حدیث ایک کثیر الفنون علم ہے اسکی مثال ایک بڑے دریا کی سی ہے، جس سے سو کے قریب نہریں نکلتی ہوں چھٹی جبری کے مشہور محدث امام ابوبکر حازی (متوفی ۵۸۳ھ) علم حدیث کی وسعت و جامعیت پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں جان لو کہ علم حدیث کی بہت سی انواع ہیں جو سو کے قریب ہیں ان میں سے ہر ایک نوع مستقل علم کی حیثیت رکھتی ہے اگر طالب حدیث اسکے حصول میں اپنی پوری عمر بھی صرف کر دے تو بھی اسکی انتہاء تک پہنچ نہیں سکتا لیکن مبتدی حدیث اس بات کا محتاج ہے کہ ہر نوع سے ضروری باتوں کو حاصل کر لے، کیونکہ انہی انواع کو ”اصول حدیث“ کہا جاتا ہے جو شخص ان اصول سے غافل رہے گا۔ اس پر مقصود تک پہنچنے کا راستہ دشوار رہے گا (۱۲)

حافظ ابن الصلاح (متوفی ۶۴۳ھ) نے علوم حدیث کی پینٹھ انواع کو تفصیلاً اپنی کتاب علوم حدیث (جو ”مقدمہ ابن الصلاح“ کے نام سے مشہور ہے) میں ذکر کیا ہے امام سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) نے ”تدریب الراوی“ میں اسپر اٹھائیس انواع کا اضافہ کرتے ہوئے، علوم حدیث کی انواع کو ترانوے تک پہنچایا ہے اور حافظ ابن الصلاح کی روش پر چلتے ہوئے ہر نوع کی وضاحت بمع امثلہ کی ہے۔

علم حدیث اور محدثین

نبی کریم ﷺ سے حضرات صحابہ کرامؓ کو جو محبت تھی اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ وہ لوگ آپ ﷺ کی صحبت مبارکہ سے فیض یاب ہوتے رہے، ان میں سے اکثر حضرات تو وہ تھے، جو اپنے کام کاج میں بھی مشغول رہتے اور وقتاً فوقتاً آپ ﷺ کی خدمت میں حاضری بھی دیتے جبکہ کچھ خوش قسمت حضرات وہ تھے جنہوں نے اپنی زندگی کا ہر لمحہ اور اپنے اوقات کا ہر ثانیہ آپ ﷺ کی خدمت میں گزارنے کا عہد کر رکھا تھا آپ ﷺ کسی دنیاوی جاہ و جلال کے روایتی بادشاہ نہ تھے، کہ یہ لوگ محض پیٹ پروری کیلئے آپ ﷺ کے ساتھ رہنے لگے اور نہ ہی ان حضرات کی کوئی دنیاوی غرض ہوتی تھی بلکہ یہ لوگ جانتے تھے کہ نبی اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کے مبعوث کردہ نبی برحق ہیں اور آپ ﷺ کی تعلیمات قیامت تک کی امت کیلئے راہ نما اور کامیابی و کامرانی کا ذریعہ ہیں۔

یہاں یہ بات ملحوظ رہے کہ سب سے پہلے جن حضرات نے اشتغال بالحدیث کی عملی بنیاد رکھی اور حدیث رسول ﷺ کو ہی اپنا اوڑھنا بچھونا بنالیا ان لوگوں نے ایک طرف تو انتہائی بھوک و فقر کو برداشت کیا اور دوسری طرف اس علم کی خوب خدمت کی، حیرت ہوتی ہے ان کی قربانیوں پر کہ معیشت و معاشرہ کے انتہائی سنگین ترین مسائل کا شکار ہو کر بھی دامن رسول ﷺ کو نہ چھوڑا اور آپ ﷺ کی تعلیمات کا تمام تر حصہ اگلی نسل میں منتقل کر دیا یہ وہ چراغ تھے جو خود جل جل کر روشنی دیتے اور نور کی کرنیں بکھیرتے رہے اور پھر ان کی راہ پر

چلنے والے ہر دور میں پیدا ہوتے رہے، اور وہ بھی ٹھیک انکی طرح دین میں کمی کرنے والوں اور زیادتی کرنے والوں کی پکڑ کرتے رہے۔

یہ وہ عاشقان رسول اور اساطین علم تھے، جنہوں نے کذاہین اور دجالین کے کذب و افتراء اور دجل و فریب کا پردہ چاک کیا، اور روایت حدیث کیلئے سند کو لازمی قرار دیا، ان اسانید ہی کی بدولت ان حضرات نے دشمنان دین کی طرف سے ”وضع حدیث“ کی صورت میں اسلام کو مسخ کرنے کی ایک بہت بڑی چال کو کسی طرح سے بھی چلنے نہیں دیا۔

”وضع حدیث“ (یعنی اپنی طرف سے کوئی بات گھڑ کر رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کرنا) اسلام دشمن فرقوں کی وہ خطرناک چال تھی جو اگر چل جاتی تو یہ دین اسلام کی مستحکم عمارت کو وہ نقصان پہنچاتی جو اسلام کا بڑے سے بڑا طاقت ور دشمن بھی نہیں پہنچا سکتا۔ پھر اسلام کی وہ صاف اور ستھری صورت باقی نہیں رہتی جس پر اللہ تعالیٰ نے اس دین کو پسند کیا تھا، بلکہ اسکا حلیہ بدل جاتا اور یہ پچھلی قوموں کی طرح ایک ناقابل عمل داستان و چیتان بن جاتا مگر اللہ تعالیٰ کی ذات عالی کو فریب کاروں اور دجالوں کی حرکات کا خوب پتہ تھا اس لئے قدرت کی طرف سے اس پسندیدہ دین کی حفاظت کیلئے ان برگزیدہ ہستیوں کا انتخاب کیا گیا جنہیں دنیا محدثین کے عالی شان لقب سے یاد کرتی ہے۔

محدثین کی قسمیں

یہاں یہ بات ملحوظ خاطر رہے کہ ان حضرات محدثین کی جماعت مختلف قسم کے ذوق و رجحانات رکھنے والوں پر مشتمل تھی کچھ لوگ ایسے تھے جو صرف متن و اسناد کو بخوبی یاد کرنے اور اس کیلئے جستجو کرنے والے تھے، کچھ ایسے بھی تھے جو اس کے ساتھ ساتھ انکے معانی اور مفہیم کو بھی یاد کرتے تھے بعض لوگوں کو راویان حدیث کے متعلق تفصیلی معلومات جمع کرنے کا زیادہ اہتمام تھا، جب کہ بعض کو صرف متن و سند کی طرف توجہ تھی اور روایوں کے تفصیلی حالات کی طرف چنداں توجہ نہ تھی کچھ لوگ ایسے تھے جو احادیث کو صرف حافظہ میں رکھتے تھے اسی پر ان کو اعتماد تھا جب کہ دوسرے لوگوں کو حافظہ کے ساتھ کتاب کی شکل میں بھی جمع کرنے کا اہتمام تھا، انہی محدثین میں کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو مختلف روایات کو جمع کرتے، ان میں غور کرتے اقوال صحابہ کی روشنی میں ان پر نظر ڈالتے اور اسی کیلئے وہ مجالس کا اہتمام کرتے اور لوگ ان کے پاس آکر زندگی کے نت نئے مسائل پوچھتے اور ان سے انکا حل دریافت کرتے محدثین میں ہر طرح کے ذوق و رجحانات رکھنے والے لوگ موجود تھے اور ذوق و رجحانات میں اختلافات کے باوجود سب نے اپنی اپنی جگہ حدیث کی بخوبی خدمت انجام دی۔ (جاری ہے)